

# صبر اور

# شکر



مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی  
سکون کا باعث بنتا ہے

صبر و شکر

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2024 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

صبر و شکر

دوسرا ایڈیشن۔ 22 مارچ 2024۔

کاپی رائٹ © 2024 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

## فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

صبر و شکر

صبر - 1

صبر - 2

صبر - 3

صبر - 4

صبر - 5

صبر - 6

صبر - 7

صبر - 8

صبر - 9

صبر - 10

صبر - 11

صبر - 12

صبر - 13

صبر - 14

صبر - 15

صبر - 16

شکر گزاری - 1

شکر گزاری - 2

شکر گزاری - 3

شکر گزاری - 4

شکر گزاری - 5

اچھ کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ بوڈ میڈیا

## اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روز آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

## مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو [ShaykhPod.Books@gmail.com](mailto:ShaykhPod.Books@gmail.com) پر دی جا سکتی ہیں۔

## تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب عظیم کردار کے دو پہلوؤں پر بحث کرتی ہے: صبر اور شکر۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے ایک مسلمان کو اعلیٰ کردار حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے

“اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔”

لہذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

## صبر و شکر

### صبر - 1

صحیح بخاری نمبر 1302 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ مشکل کے وقت حقیقی صبر کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے، صبر وہ ہے جب کوئی شخص اپنے قول و فعل پر قابو رکھتا ہے تاکہ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کو برقرار رکھے۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حقیقی صبر کسی آفت کے دوران ظاہر ہوتا ہے، مشکل کے آغاز سے ہی۔ کسی مشکل کی حقیقت کو قبول کرنا، جیسے کسی عزیز کی موت، آخر کار وقت گزرنے کے ساتھ سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ قبولیت ہے سچا صبر نہیں۔

لہذا مسلمانوں کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے صبر کریں اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے اس میں شامل ہر فرد کے لیے بہترین ہے، چاہے وہ انتخاب کے پس پردہ حکمتوں کا مشاہدہ کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے بجائے، انہیں ان کئی بار غور کرنا چاہیے جب انہیں یقین تھا کہ ابھی تک کوئی چیز اچھی تھی، وہ بری اور اس کے برعکس ختم ہوئی۔ انسانوں کی انتہائی کم نظری اور محدود علم اور اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم و حکمت کو سمجھنا ایک مسلمان کو مشکل کے آغاز سے ہی صبر کا مظاہرہ کرنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اس کے علاوہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اس لیے کسی کو یہ عذر نہیں چھوڑتا کہ وہ صبر کا مظاہرہ نہ کرے اور قول و فعل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کو برقرار رکھے۔ ایک مشکل کا آغاز باب 2 البقرہ، آیت 286۔

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں دیتا۔"

اس کے علاوہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری دم تک صبر کا مظاہرہ کرتے رہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص صبر کا اجر آسانی سے کھو سکتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ شروع سے ہی صبر کر رہا تھا، اور بے صبری کا مظاہرہ کر کے لائن سے نیچے۔ یہ شیطان کا ایک انتہائی مہلک جال ہے۔ وہ عشروں تک صبر کے ساتھ صرف ایک مسلمان کا ثواب برباد کرنے کا انتظار کرتا ہے۔ قرآن پاک واضح کرتا ہے کہ ایک مسلمان کو اس کا اجر ملے گا جو وہ قیامت تک لے کر آئیں گے، یعنی جب وہ مر جائیں گے تو اپنے ساتھ لے جائیں گے، یہ اعلان نہیں کرتا کہ وہ صرف ایک عمل کرنے کے بعد ثواب حاصل کریں گے، جیسے کہ شروع میں صبر کرنا۔ ایک مشکل کی باب 6 الانعام، آیت 160

"...جو شخص [قیامت کے دن] نیک عمل لے کر آئے گا"

## صبر - 2

صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ مومن کے لیے ہر حالت مبارک ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے ہر صورت حال کا جواب دینے کی ضرورت ہے، خاص طور پر مشکلات میں صبر اور آسانی کے وقت شکرگزاری۔

زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو وہ حالات ہیں جن میں لوگ خود کو پاتے ہیں، خواہ وہ آسانی کے وقت ہوں یا مشکلات۔ کسی شخص کو کس صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا کنٹرول ان کے ہاتھ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لیے جن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان پر زور دینا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ مقدر ہیں اور اس لیے ناگزیر ہیں۔ دوسرا پہلو ہر صورت حال پر ایک شخص کا ردعمل ہے۔ یہ ہر شخص کے اختیار میں ہے اور یہ وہی ہے جس پر ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر، کسی مشکل صورتحال میں صبر یا بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ لہذا، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے رویے اور ردعمل پر توجہ مرکوز کرے، بجائے اس کے کہ کسی صورت حال میں ہونے پر زور دیا جائے، کیونکہ یہ ناگزیر ہے۔ اگر کوئی مسلمان دونوں جہانوں میں کامیابی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ہر حال کا اندازہ لگا لے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کام کرے۔ مثال کے طور پر، آسانی کے وقت ان کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں جو ان کے پاس ہیں جیسا کہ اسلام نے تجویز کیا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ہے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ "کروں گا۔"

اور مشکل کے وقت انہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے چاہے وہ انتخاب کے پیچھے کی حکمت کو نہ سمجھیں۔ باب 2  
:البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

غور طلب ہے کہ اہم حدیث میں ہر حال میں کامیابی مومن کے لیے بتائی گئی ہے نہ کہ مسلمان کے لیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مومن مضبوط ایمان کا حامل ہوتا ہے جس کی جڑیں اسلامی علم میں پیوست ہوتی ہیں۔ اپنے مضبوط ایمان کے نتیجے میں، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت پر زیادہ سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں، جس میں مشکلات میں صبر اور آسانی کے وقت شکر گزاری شامل ہوتی ہے۔ جبکہ مسلمان وہ ہے جس نے اسلام قبول کیا ہو لیکن کمزور ایمان کی وجہ سے جو کہ اسلامی علم سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے ساتھ مختلف حالات کا جواب دینے میں ناکام ہو سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ مومن کے درجے تک پہنچ جائے اور اس لیے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کو برقرار رکھے۔

### صبر - 3

سنن ابن ماجہ نمبر 4168 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ تقدیر پر سوال نہ کریں کیونکہ یہ شیطان کے لیے دروازہ کھول دیتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو چیلنج کرنے کی ترغیب دیتا ہے، کیونکہ وہ اپنی کم نگاہی اور کم فہمی کی وجہ سے اس کے پیچھے موجود حکمتوں کا مشاہدہ نہیں کرتے۔ یہ بدلے میں بے صبری اور ثواب کے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ کسی کو اپنے ماضی کے تجربات پر غور کرنا چاہیے جہاں وہ سمجھتے تھے کہ کوئی چیز اچھی تھی جب وہ حقیقت میں بری تھی اور اس کے برعکس، تاکہ انہیں صبر کرنے کی ترغیب دی جا سکے، کیونکہ انہیں یہ فوائد جلد یا اس کے برعکس، تاکہ انہیں صبر کرنے کی ترغیب دی جا سکے، کیونکہ انہیں یہ فوائد جلد یا بدیر دکھائے جائیں گے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

## صبر - 4

صحیح بخاری نمبر 6470 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ جو شخص سچے دل سے صبر کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صبر سے بڑا کوئی تحفہ نہیں ہے۔

ایک مسلمان کو اپنے اوپر خاص طور پر مشکل کے وقت صبر پر مجبور کرنا چاہیے۔ اس کے حصول کا بہترین طریقہ اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے کہ وہ صبر کرنے والے مسلمان کو بے حساب اجر دے گا، وہ اس حقیقت سے ناواقف شخص سے زیادہ صبر کرنے کا امکان رکھتا ہے۔ باب 39 از زمر، آیت 10

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]۔..."

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ حقیقی صبر کسی صورت حال کے آغاز پر دکھایا جاتا ہے، بعد میں نہیں۔ جب کوئی بعد میں صبر کا مظاہرہ کرتا ہے، تو یہ قبولیت ہے، جس کا تجربہ سب سے زیادہ بے صبرے کو بھی ہوتا ہے۔

آخر میں صبر کو اپنانا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ہر عنصر میں اس کی ضرورت ہے۔ اس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا اور تقدیر کا سامنا کرنا شامل ہے۔ آسان الفاظ میں دنیاوی یا دینی معاملات میں کامیابی صبر کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم تحفہ ہے جو اسے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

## صبر - 5

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ادب المفرد نمبر 492 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ مسلمان کو کسی قسم کی جسمانی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، خواہ اس کی جسامت کتنی ہی کیوں نہ ہو، جیسے کہ چبھنا، کانٹا، یا کوئی جذباتی مشکل، جیسے دباؤ، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اس سے مراد چھوٹے گناہ ہیں، کیونکہ بڑے گناہوں کے لیے مخلصانہ توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ نتیجہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان مشکل کے آغاز سے اپنی زندگی کے آخر تک صبر کرتا ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی طور پر شکایت کر سکتے ہیں اور اس کے بعد صبر کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ یہ سچا صبر نہیں ہے، بلکہ یہ صرف قبولیت ہے، جو وقت گزرنے کے ساتھ قدرتی طور پر ہوتا ہے۔ سنن نسائی نمبر 1870 میں موجود حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ زندگی بھر صبر کا 1870 مظاہرہ کرنا ضروری ہے کیونکہ انسان بے صبری کا مظاہرہ کر کے اپنے اجر کو ختم کر سکتا ہے۔

ایک مسلمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس سے بہتر ہے کہ اس کے چھوٹے گناہوں کو ان مشکلات سے مٹا دیا جائے پھر ان کے پاس رہتے ہوئے قیامت تک پہنچ جائے۔ ایک مسلمان کو اپنے چھوٹے گناہوں کو مٹانے کے لیے مسلسل توبہ اور عمل صالح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان کو کوئی جسمانی یا جذباتی مشکل پیش آئے تو ان کو صبر کرنا چاہیے کہ ان کے صغیرہ گناہوں کے مٹ جانے اور بے شمار ثواب حاصل کرنے کی امید رکھیں۔ باب 39 از زمر، آیت 10:

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]۔..."

جو شخص ہر مشکل کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے گریز کرنا، قول و فعل کے ذریعے، اور اپنے عمل میں سچی توبہ کا اضافہ کرنا ہے، اس کے صغیرہ و کبیرہ دونوں گناہ مٹ جائیں گے۔ سچی توبہ میں پچھتاوا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، اور ان لوگوں سے جن پر ظلم ہوا ہے، جب تک کہ اس سے مزید مصیبت نہ آئے، خلوص نیت سے دوبارہ وہی یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرنا شامل ہے۔ ان حقوق کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حوالے سے پامال ہوئے ہوں۔

جس کو اس طریقے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور شکر گزاری کے ساتھ آسانی کے اوقات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے طریقے سے عطا کی گئی ہیں، اسے دونوں جہانوں میں ہر حال میں سکون اور کامیابی ملے گی۔ باب 16 النحل، آیت 97

جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ " "زندگی دیں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔

## صبر - 6

سنن ابوداؤد نمبر 3127 میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بدقسمتی سے، کچھ کا خیال ہے کہ مشکل کے وقت رونے کی اجازت نہیں ہے، جیسے کہ کسی عزیز کو کھونا۔ یہ غلط ہے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی موقعوں پر جب کسی کا انتقال ہوا تو روئے تھے۔ مثال کے طور پر جب ان کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو وہ رو پڑے۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 3126 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

درحقیقت کسی کی موت پر رونا رحمت کی نشانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں جگہ دی ہے۔ اور صرف وہی لوگ جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اللہ کی طرف سے رحم کیا جائے گا۔ صحیح بخاری نمبر 1284 میں موجود ایک حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ اسی حدیث میں واضح طور پر ذکر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نواسے پر روئے جو فوت ہو گیا۔

صحیح مسلم نمبر 2137 میں موجود ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ کسی شخص کو کسی کی موت پر رونے یا اپنے دل میں ہونے والے غم پر عذاب نہیں دیا جائے گا۔ لیکن ان کو سزا کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کے بارے میں اپنی بے صبری کا اظہار کرتے ہوئے الفاظ بولیں۔

واضح رہے کہ دل میں غم محسوس کرنا یا آنسو بہانا اسلام میں منع نہیں ہے۔ جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے وہ ہیں رونا، قول و فعل سے بے صبری کا اظہار کرنا، جیسے کپڑے پھاڑنا یا غم میں سر منڈوانا۔ اس طرح کام کرنے والوں کے خلاف سخت وارننگ دی گئی ہے۔ اس لیے ان کاموں

سے ہر حال میں اجتناب کرنا چاہیے۔ اس طرح کے کام کرنے پر نہ صرف کسی شخص کو سزا کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے بلکہ اگر میت نے مرنے کے وقت دوسروں کو اس طرح کا عمل کرنے کا حکم دیا تو وہ بھی جوابدہ ہوں گے۔ لیکن اگر مرحوم نے یہ خواہش نہ کی ہو تو وہ کسی قسم کے احتساب سے پاک ہیں۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 1006 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ سمجھنا عام فہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کے فعل کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا: جب کہ سابقہ نے اسے اس طرح عمل کرنے کی نصیحت نہیں کی۔ باب 35 فاطر، آیت 18

"... اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

## صبر - 7

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ میں ایک خاص حکمت پر غور کر رہا تھا کہ لوگوں کو کیوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور صحت جیسی نعمتوں سے محروم ہونا۔ اکثر جب مسلمانوں کو خاص طور پر ان کی ضرورت سے زیادہ نعمتیں ملتی ہیں، تو یہ انہیں آخرت سے ہٹا دیتی ہے اور اس کے بجائے ان کے ذہنوں کو اس مادی دنیا پر مرکوز کر دیتی ہے۔ پس اس سلسلے میں، ایک مشکل کے پیچھے حکمت یہ ہے کہ مسلمان کی توجہ اس چیز پر مرکوز کر دی جائے جو واقعی اہم ہے جو آخرت کی تیاری کر رہی ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی طرح ہے جو اپنے فون میں اس قدر مشغول ہے کہ وہ آنے والی گاڑی کو دیکھے بغیر سڑک عبور کرتا ہے۔ ایک اور شخص ان کو آنے والی گاڑی سے پرتشدد طریقے سے کھینچتا ہے جس کی وجہ سے وہ ابھی تک پریشان ہیں، ان کی جان بچ جاتی ہے۔ اگرچہ پرتشدد طور پر کھینچا جانا تکلیف اور درد کا باعث بنتا ہے لیکن یہ صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ ان کی توجہ جان کو لاحق خطرے یعنی آنے والی کار پر مرکوز کر دی جائے۔ اسی طرح، ایک مسلمان کو جذباتی اور جسمانی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنی توجہ آخرت جیسی اہم چیزوں پر مرکوز کر سکے۔ اگر کسی مسلمان کو بغیر کسی مشکل کے صرف آسانی کے وقت کا سامنا کرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس مادی دنیا کے مزے لوٹنے میں کھو جائے گا۔ طویل مدت میں یہ غفلت ان کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی۔ پس انہیں بڑی مشکلوں یعنی آخرت کی مشکلات سے بچانے کے لیے ایک چھوٹی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے اس حقیقت کو یاد رکھیں تاکہ وہ مشکل کو زیادہ اہم چیزوں پر مرکوز چھوڑ کر اس اہم فائدے سے بے صبری اور غفلت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اس نعمت پر صحیح طریقے سے عمل کریں۔ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔

## صبر - 8

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ میں ان عظیم امتحانوں اور مشکلات پر غور کر رہا تھا جن کا سامنا نیک پیشروؤں نے اپنی زندگی کے دوران کیا اور کس طرح انہوں نے صبر اور اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے ذریعے ان پر قابو پایا۔ اس کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی کی مشکل کا ہمیشہ مشکل اور زیادہ سخت مشکلات سے موازنہ کیا جائے۔ جب کوئی ایسا کرے گا تو اس سے ان کا مسئلہ چھوٹا اور کم اہم معلوم ہوگا۔ توجہ میں یہ تبدیلی ایک مسلمان کو صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار رہنے میں مدد دے سکتی ہے۔ اس کی وضاحت ایک دنیاوی مثال کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔ شدید درد شقیقہ میں مبتلا شخص کو اس طرح متاثر کیا جاسکتا ہے کہ اسے لگتا ہے کہ دنیا ان کے گرد سمٹ رہی ہے۔ لیکن اگر یہی شخص کسی ایسے جہاز پر تھا جو برف کے تودے سے ٹکرا کر منجمد سمندر کے بیچ میں ڈوبنے والا ہے تو ان کا شدید درد شقیقہ کوئی بڑی بات نہیں لگتی۔ درحقیقت، وہ شاید اس سے بالکل بھی متاثر نہیں ہوں گے کیونکہ ان کی ساری توجہ جان لیوا خطرے یعنی ڈوبتے ہوئے جہاز کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ مشکل کے وقت مسلمان کو ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے۔ جب انہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ بہت زیادہ خراب ہو سکتی تھی اور وہ ان مشکلات پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا انہیں سامنا ہو سکتا تھا۔ یہ دوسروں کا مشاہدہ کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے جو ان سے زیادہ مشکل حالات میں ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک شخص جو کمر کے درد میں مبتلا ہے وہ اس شخص پر غور کر سکتا ہے جو جسمانی طور پر معذور ہے۔ یا وہ موت اور یوم جزا جیسی بہت بڑی مشکلات پر غور کر سکتے ہیں۔ یہ موازنہ ان کی مشکل اور اس کے اثرات کی اہمیت کو کم کر دے گا، جس کے نتیجے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر اور ثابت قدم رہنے میں مدد ملے گی، جس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنا شامل ہے۔

## صبر - 9

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ والدین اکثر چیزیں لے جاتے ہیں یا اپنے بچوں کو ان کی حفاظت کے لیے کچھ چیزوں جیسے غیر صحت بخش خوراک حاصل کرنے سے روکتے ہیں۔ یہ رویہ اکثر بچے کے غمگین یا غصے کا باعث بنتا ہے کیونکہ وہ اپنے والدین کے

اعمال کے پیچھے کی حکمت سے پوری طرح بے خبر ہوتے ہیں۔ والدین کا یہ رویہ ایک ایسی چیز ہے جسے معاشرے میں بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے اور اسے بجا طور پر ایک اچھے اور ذمہ دار والدین کی خصوصیت سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی میں لوگ اکثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض دنیوی چیزوں کو حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں یا روکے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جس طرح والدین نقصان دہ چیزوں کو اپنے بچوں سے دور رکھتے ہیں حالانکہ ان کے بچے ان کے انتخاب کی وجہ کو نہیں سمجھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی لاتعداد حکمت اور علم کے مطابق اپنی حفاظت کے لیے اس طرح عمل کرتا ہے۔ بندے چاہے لوگ اس کے انتخاب کے پیچھے کی حکمت کو نہ سمجھیں۔ لہذا جب بھی کوئی مسلمان اپنے آپ کو اس حالت میں پائے تو اسے اس سادہ سی مثال پر غور کرنا چاہیے، جسے کوئی بھی شخص اپنے عقیدے سے قطع نظر رد نہیں کرے گا، تاکہ وہ صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حفاظت کا شکر ادا کرنے کی ترغیب پائے۔ انہیں عطا کیا۔ انہیں غصہ اور بے صبرا ہو کر نادان بچے کی طرح کام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بالغوں کا مقصد بچوں سے بہتر سلوک کرنا ہے۔ درحقیقت، بچوں کو اس طرح کے برتاؤ سے معذرت کی جاتی ہے کیونکہ ان میں علم اور تجربہ کی کمی ہوتی ہے جبکہ بڑوں کو اس کی کمی نہیں ہونی چاہیے اور اس لیے دونوں جہانوں میں ان کے رویے کے لیے جوابدہ ہوں گے۔

## صبر - 10

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ ہر روز لوگ اپنے پیاروں کو کھو دیتے ہیں۔ یہ ایک ناگزیر نتیجہ ہے۔ ایک مسلمان بہت سی چیزوں کو یاد رکھ سکتا ہے اور ان پر عمل کر سکتا ہے جو اس مشکل میں اس کی مدد کر سکتی ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ حالات کا مثبت انداز میں مشاہدہ کیا جائے۔ یعنی جو کچھ کھویا ہے اس پر غمگین ہونے کے بجائے انہیں ان اچھی چیزوں پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے جو اس نے جانے والے کے ذریعے حاصل کی ہیں، جیسے کہ ان کی اچھی نصیحت اور رہنمائی۔ جب کوئی اس پر غور کرے گا تو وہ سمجھے گا کہ اس شخص کو کھونے سے پہلے اسے بالکل نہ جاننے کے بجائے اسے جان لینا بہتر تھا۔ یہ بیان سے ملتا جلتا ہے، محبت نہ کرنے سے بہتر ہے کہ پیار کیا جائے اور کھو دیا جائے۔ اگرچہ زیادہ تر معاملات میں، اس بیان کو سیاق و سباق سے ہٹ کر اور غلط استعمال کیا جاتا ہے لیکن جب اس طرح استعمال کیا جائے تو یہ درست اور مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جو مسلمان بلا شبہ آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ لوگ اس دنیا میں صرف ایک دوسرے کو چھوڑنے کے لیے نہیں ملتے۔ لیکن اس کے بجائے وہ صرف اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تاکہ اگلے جہان میں دوبارہ مل سکیں۔ یہ رویہ ایسی مشکل کے دوران مریض کو باقی رکھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ اور اس سے انہیں یہ ترغیب دینی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اضافہ کریں، اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرتے ہوئے تاکہ وہ اپنے پیارے سے اپنے آخری آرام گاہ میں پناہ کے باغوں میں دوبارہ مل سکیں۔ ہمیشہ کے لیے

## صبر - 11

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک شدید آفت سے نمٹنے کے بارے میں اطلاع دی، جیسے کسی عزیز کی موت اور آگے بڑھنے کی اہمیت۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جب کسی عزیز کی موت جیسی شدید مشکل پیش آتی ہے، تو بہتر ہے کہ لمبے عرصے تک غم میں مبتلا رہنے کے بجائے ہر چیز کو چھوڑ کر جلد از جلد اپنے معمول کے روزمرہ کے معمولات اور زندگی میں واپس آجائیں۔ حالانکہ اسلام ان لوگوں کے لیے سوگ کرنے سے منع نہیں کرتا جو ابھی فوت ہوچکے ہیں، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر 5339 میں موجود ایک حدیث میں نصیحت کی ہے کہ لوگ تین سے زیادہ سوگ نہ کریں۔ بیوی کی رعایت کے ساتھ اس کے فوت شدہ شوہر کے لیے دن، جو چار ماہ اور دس دن تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک حکمت یہ ہے کہ جب کوئی ماتم کرنے کے لیے سب کچھ گرا دیتا ہے، تو اس سے مشکل پر غور و فکر کرنے کا وقت ہی ملتا ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی شخص بے صبرا ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو چیلنج کر سکتا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے ذہنوں میں آنے والی آفت کے لیے بہت زیادہ وقت وقف کر دیا تھا۔ درحقیقت سنن ابن ماجہ نمبر 79 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی گئی ہے کہ کسی کے ذہن میں آفت کو دہرانا اور یہ سوچنا کہ اس سے بچا جا سکتا تھا، صرف شیطان کے لیے دروازہ کھولتا ہے، جو بے صبری کا باعث بنتا ہے۔ جب کہ، تجویز کردہ تین دنوں کے بعد، آگے بڑھنا اور اپنی معمول کی زندگی میں واپس آنا، کسی کو سوگ کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس مشکل میں پڑنے کے بغیر۔ ایک عام معمول کسی شخص کو اس کی مصیبت سے ہٹاتا ہے اور اسے بڑی تصویر پر دوبارہ توجہ مرکوز کرنے میں مدد کرتا ہے، جو انہیں بے صبری سے روکتا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے اعمال صالحہ میں مشغول رکھیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں، یا انہیں اپنے آپ کو اپنے کام کی طرح حلال دنیاوی کاموں میں مشغول رکھنا چاہیے۔ اور انہیں کئی دنوں تک سوگ منانے کے لیے سب کچھ چھوڑنے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اکثر انہیں ایک تاریک جگہ کی طرف لے جاتا ہے جہاں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

## صبر - 12

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ڈاکٹروں کے اہم کردار اور ان کے مریضوں پر اثرات کے بارے میں بتایا۔ مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک سادہ سی بات کو سمجھیں جو ان کو تقدیر اور اس سے پیش آنے والی مشکلات کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ ایک شخص خوشی سے ایک کڑوی دوا لیتا ہے، جو اس کا ڈاکٹر تجویز کرتا ہے، اس کے علم، تجربے اور انتخاب پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اس کا ڈاکٹر جانتا ہے کہ ان کے لیے کیا بہتر ہے۔ یہ سچ ہے اگرچہ وہ صرف انسان ہیں اور غلطیوں کا شکار ہیں۔ اس کے باوجود بہت سے مسلمان اللہ تعالیٰ پر اسی سطح پر بھروسہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں، حالانکہ اس کا علم لامحدود ہے اور اس کے انتخاب ہمیشہ عقلمند ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ تقدیر اور اس سے آنے والی مصیبتوں کو قبول کرنے کی کوشش کریں، جس طرح وہ کڑوی دوا کو بغیر شکایت کے کھاتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ انہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کو جن پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ان کے لئے بہترین ہے، چاہے وہ ان میں موجود حکمتوں کو نہ سمجھیں یا ان کا مشاہدہ نہ کریں، بالکل اسی طرح جیسے وہ کڑوی دوائیوں کے پیچھے سائنس کو سمجھ نہیں پاتے۔ باب 9 توبہ آیت 51

کہہ دو کہ ہم پر کوئی چیز نہیں آئے گی سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ وہ ” ہمارا محافظ ہے۔“ پس مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اگرچہ اکثر صورتوں میں وہ کڑوی دوائیوں کے پیچھے موجود سائنس کو کبھی نہیں سمجھ پائیں گے، لیکن ایک وقت ضرور آئے گا، خواہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں، جب انہیں درپیش تلخ مشکلات کے پس پردہ حکمت ان پر آشکار ہوگی۔ لہذا ایک مسلمان کو اس وقت صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیے کہ جلد ہی سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ اس پر گہرائی سے غور کرنے سے مشکلات کا مقابلہ کرتے وقت صبر میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ صبر میں زبانی یا اپنے عمل کے ذریعے شکایت کرنے سے گریز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی نعمتوں کو اس کی خوشنودی کے طریقوں سے استعمال کرتے ہوئے اپنی مخلصانہ اطاعت کو برقرار رکھنا شامل ہے، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس پر درود ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز  
"پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

## صبر - 13

مسند احمد نمبر 2803 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو سمجھنے کی اہمیت کی تلقین فرمائی کہ انسان کو درپیش ہر مشکل کے بعد آسانی ہوگی۔ یہ حقیقت قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے، مثال کے طور پر، باب 65، آیت 7

”اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی پیدا کرے گا۔“

مسلمانوں کے لیے اس حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اس سے صبر اور قناعت بھی جنم لیتی ہے۔ حالات کی تبدیلیوں پر غیر یقینی ہونا کسی کو بے صبری، ناشکری اور یہاں تک کہ غیر قانونی چیزوں کی طرف لے جا سکتا ہے، جیسے کہ غیر قانونی رزق۔ لیکن جو اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ آخر کار تمام مشکلات آسانی سے بدل جائیں گی وہ اسلام کی تعلیمات پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے صبر سے اس تبدیلی کا انتظار کرے گا۔ یہ صبر اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 146

”اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایسی بے شمار مثالیں بیان کی ہیں جب مشکل حالات کے بعد آسانی اور برکت آتی تھی۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف سے کس بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں سیلاب عظیم سے بچایا اس کا ذکر ہے۔ باب 21 الانبیاء، آیت 76

اور نوح کا ذکر کریں جب اس نے [اس وقت [سے پہلے] اللہ کو [پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول " کی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت [یعنی سیلاب] سے بچا لیا۔

:ایک اور مثال باب 21 الانبیاء، آیت 69 میں ملتی ہے

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک عظیم آگ کی صورت میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس کو ٹھنڈا اور پر سکون بنا دیا۔

یہ اور بہت سی مثالیں قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ مشکل کا لمحہ آخر کار اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے آسانی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے احکام کو پورا کرنے سے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنے سے۔

لہذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تاکہ وہ ان گنت صورتوں کا مشاہدہ کریں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد آسانی عطا فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو تعلیمات الہی میں مذکور بڑی مشکلات سے بچا لیا ہے تو وہ فرمانبردار مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی مشکلات سے بھی بچا سکتا ہے اور بچا بھی سکتا ہے۔

## صبر - 14

مسند احمد نمبر 2803 میں ایک حدیث ہے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرنا اجر عظیم کا باعث ہے۔ باب 39 از زمر، آیت 10

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]۔..."

ایمان کے تین پہلوؤں کی تکمیل کے لیے صبر ایک کلیدی عنصر ہے: اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا سامنا کرنا۔ لیکن صبر سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ ثواب کا درجہ قناعت ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان گہرا یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے اور اس لیے وہ اس کے انتخاب کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ایک صابر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ جس چیز نے بھی ان پر اثر ڈالا، مثلاً ایک مشکل، اس سے بچا نہیں جا سکتا تھا، چاہے ساری مخلوق ان کی مدد کرے۔ اسی طرح جو کچھ بھی ان سے چھوٹ گیا وہ ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ جو شخص اس حقیقت کو صحیح معنوں میں قبول کر لیتا ہے وہ اس چیز پر فخر اور فخر نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مختص کیا ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی ایسی چیز پر غمگین ہوں گے جس کو حاصل کرنے میں وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں ناکام رہے، اس نے وہ چیز ان کے لیے مختص نہیں کی اور نہ ہی کوئی چیز اس حقیقت کو بدل سکتی ہے۔ باب 57 الحديد، آیات 22-23

کوئی آفت زمین پر یا آپ کے درمیان نہیں آتی ہے سوائے اس کے کہ ہم اسے وجود میں لانے " سے پہلے ایک رجسٹر 1 میں موجود ہوں۔ - بے شک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔ تاکہ تم اس چیز پر مایوس نہ ہو جو تم سے چھوٹ گئی ہے اور جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس پر فخر نہ کرو۔

اس کے علاوہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 79 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت کی ہے کہ جب کوئی چیز واقع ہو تو مسلمان کو اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ وہ فیصلہ شدہ ہے اور کوئی چیز اس کے نتیجے کو نہیں بدل سکتی۔ اور ایک مسلمان کو یہ خیال کرتے ہوئے پچھتاوا نہیں ہونا چاہیے کہ اگر وہ کسی نہ کسی طرح مختلف طریقے سے برتاؤ کرتے تو وہ نتائج کو روک سکتے تھے کیونکہ یہ رویہ صرف شیطان کو بے صبری اور تقدیر کے بارے میں شکایت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک صابر مسلمان صحیح معنوں میں یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی منتخب کیا ہے وہ ان کے لیے بہترین ہے خواہ وہ اس کے پیچھے موجود حکمت کو نہ بھی دیکھیں۔ صبر کرنے والا اپنے حالات میں تبدیلی کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرتا ہے لیکن جو کچھ ہوا اس کی شکایت نہیں کرتا۔ ثابت قدم رہنا ایک مسلمان کو بڑے درجے پر لے جا سکتا ہے یعنی قناعت۔

قناعت کرنے والا حالات میں تبدیلی کی خواہش نہیں رکھتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ان کی پسند سے بہتر ہے۔ یہ مسلمان صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود حدیث پر پختہ یقین رکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو انہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے جس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ آسانی کے وقت کا تجربہ کرتے ہیں تو انہیں شکر ادا کرنا چاہئے جو برکتوں کا باعث بنتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آزماتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔ اگر وہ صبر کا مظاہرہ کریں گے تو انہیں اجر ملے گا لیکن اگر وہ ناراض ہیں تو یہ ان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی کمی کا ثبوت ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2396 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

ایک مسلمان کو آسانی اور مشکل دونوں وقتوں میں صبر کرنا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور حکم پر قناعت کرنا چاہیے۔ اس سے کسی کی پریشانی میں کمی آئے گی اور اسے دونوں جہانوں میں بہت سی نعمتیں ملیں گی۔ جبکہ، بے صبری صرف اس انعام کو ختم کر دے گی جو وہ حاصل کر سکتے تھے۔ کسی بھی صورت میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ صورت حال سے گزرے گا، لیکن یہ ان کا اختیار ہے کہ وہ اجر چاہتے ہیں یا نہیں۔

ایک مسلمان اس وقت تک کامل اطمینان حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ مشکل اور آسانی کے وقت ان کا رویہ برابر نہ ہو۔ ایک سچا بندہ فیصلہ کے لیے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس کیسے جا سکتا ہے اور پھر ناخوش کیسے ہو سکتا ہے جب انتخاب ان کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اس بات کا ایک حقیقی امکان ہے کہ اگر کسی شخص کو وہ حاصل ہو جائے جس کی وہ خواہش کرتا ہے تو وہ اسے تباہ کر دے گا۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ایک مسلمان کو کنارے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی جب حکم الہی ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ غضب ناک ہو جاتے ہیں گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بہتر جانتے ہیں۔ باب 22 الحج، آیت 11

اور لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے۔ اگر اسے اچھائی چھو " جاتی ہے، تو اسے تسلی ملتی ہے۔ لیکن اگر وہ آزمائش میں پڑ جائے تو وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت کھو دی ہے۔ یہی صریح نقصان ہے۔

ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی پسند کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ وہ کسی قابل اعتماد ڈاکٹر کے ساتھ کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان ڈاکٹر کی تجویز کردہ کڑوی دوا لینے کی شکایت نہیں کرے گا یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے اسے یہ جانتے ہوئے کہ دنیا میں جو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے قبول کرنا چاہیے اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ درحقیقت ایک سمجھدار شخص کڑوی دوا کے لیے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرے گا اور اسی طرح ایک ذہین مسلمان کسی بھی صورت حال کا سامنا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا۔

اس کے علاوہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک کی بہت سی آیات اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا جائزہ لے جن میں صبر کرنے والے اور قناعت کرنے والے مسلمان کو ملنے والے اجر کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس پر گہرا غور و فکر ایک مسلمان کو مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ثابت قدم رہنے کی ترغیب دے گا۔ مثال کے طور پر، باب 39 از زمر، آیت 10

"بے شک، مریض کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا [یعنی حد]۔..."

ایک اور مثال جامع ترمذی نمبر 2402 میں موجود حدیث میں مذکور ہے۔ اس میں یہ نصیحت ہے کہ جب صبر کے ساتھ دنیا میں آزمائشوں اور مشکلات کا سامنا کرنے والوں کو ان کا اجر ملے گا جن لوگوں نے ایسی آزمائشوں کا سامنا نہیں کیا وہ کاش صبر کے ساتھ ایسی مشکلات کا مقابلہ کرتے۔ جیسا کہ ان کی جلد قینچی سے کاٹ دی جاتی ہے۔

صبر اور قناعت حاصل کرنے کے لیے جس چیز کو اللہ تعالیٰ کسی شخص کے لیے چنتا ہے وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں پائے جانے والے علم کی تلاش اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ وہ ایمان کی بلندی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا تذکرہ صحیح مسلم نمبر 99 میں موجود ایک حدیث میں کیا گیا ہے۔ ایمان میں فضیلت اس وقت ہے جب کوئی مسلمان نماز جیسے اعمال بجا لائے گویا وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی دے سکتا ہے۔ جو اس درجے پر پہنچ جائے گا وہ مشکلات اور آزمائشوں کا درد محسوس نہیں کرے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت

میں پوری طرح غرق ہو جائے گا۔ یہ ان عورتوں کا حال ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹتے وقت درد محسوس نہیں کرتی تھیں۔ باب 12 یوسف، آیت 31

اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی اور کہا، "ان کے سامنے نکل آ۔" اور جب انہوں نے ... " اسے دیکھا تو اس کی بہت تعریف کی اور اپنے ہاتھ کاٹ کر کہنے لگے کہ اللہ کامل ہے یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ کوئی اور نہیں بلکہ ایک بزرگ فرشتہ ہے۔

اگر کوئی مسلمان ایمان کے اس اعلیٰ درجے تک نہیں پہنچ سکتا تو اسے کم از کم اس نچلے درجے تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر پہلے حدیث میں ہے۔ یہ وہ درجہ ہے جہاں انسان کو مسلسل معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کسی مستند شخصیت کے سامنے شکایت نہیں کرے گا، جیسے کہ آجر، ایک مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی موجودگی سے مسلسل آگاہ ہے، اس کے انتخاب کے بارے میں شکایت نہیں کرے گا۔

## صبر - 15

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ جب کوئی دنیا بھر کے لوگوں کے مصائب کا مشاہدہ کرتا ہے، خاص طور پر مسلمانوں کو جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں، تو وہ ظاہری صورتوں کی بنیاد پر خدائی امداد کی کمی پر سوال اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ حقائق کو اپنے ذہن میں واضح کرے، کیونکہ یہ اس کی سچی اطاعت میں مدد کرتا ہے، جس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اسے خوش کرنے کے لیے دی گئی ہیں، جیسا کہ مقدس میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات۔ ان میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ الہی مدد اس طرح نہیں ہوتی جس طرح لوگ اکثر توقع کرتے ہیں یا چاہتے ہیں۔ انسان کا ادراک اور سوچ انتہائی محدود ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا ادراک اور علم لامحدود ہے۔ اس لیے وہ اپنے منصوبے اور طریقہ کار کے مطابق مظلوموں کے لیے اس کی مدد جیسی چیزوں کا حکم دیتا ہے، جس میں ان چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے جو انسانی ادراک اور سمجھ سے باہر ہیں، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ اس میں شامل لوگوں کے لیے بہترین چیز واقع ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

یہ اسی طرح ہے جیسے ایک ڈاکٹر ایک کڑوی دوا تجویز کر سکتا ہے، جو ظاہری طور پر بیمار مریض کی مدد نہیں کرتی ہے لیکن طویل مدت میں یہ ان کے حق میں ہے، جیسا کہ اس میں ان کا علاج مضر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد کی بہت سی مثالیں ہیں، جو مختصر مدت میں، لیکن طویل مدت میں غائب نظر آتی تھیں اور بڑی تصویر کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس سے کہیں زیادہ فائدہ مند تھا جس کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا تھا۔ مثال کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے ایک ویران کنویں میں پھینک کر چھوڑ دیا جب کہ وہ بچہ ہی تھے۔ پھر اسے غلامی میں بیچ

دیا گیا اور پھر ناحق قید کر دیا گیا۔ کوئی بھی شخص جو اس کے ساتھ پیش آیا اسے دیکھ کر یقین کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس سے بالکل غائب تھی۔ اس کے باوجود طویل عرصے میں ان واقعات نے اس بات کو یقینی بنایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے وزیر خزانہ بنیں گے جس کی وجہ سے وہ اپنے دور میں آنے والے ایک عظیم قحط کے ذریعے لاکھوں لوگوں کی ہلاکتوں کو روکنے میں کامیاب ہو گئے۔ پس درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مدد اس سے یا عام لوگوں سے کبھی بھی غائب نہیں تھی۔ اس کے بجائے، الہی امداد اس طرح واقع ہوئی جو انسانی سمجھ سے بالاتر تھی اور اس کے نتیجے میں ہر ایک کے لیے بہترین نتیجہ نکلا۔ لہذا، اللہ تعالیٰ کی مدد اکثر اس طرح نہیں آتی جو ظاہر ہو اور نہ ہی لوگوں کی خواہشات اور توقعات کے مطابق، کیونکہ اس کا نتیجہ ان لوگوں کے لیے بہترین نہیں ہوتا جو اس میں شامل ہوں۔

آخر میں، اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بعض حقائق کو سیکھا اور سمجھا جا سکے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے ایمان اور ان کی مخلصانہ اطاعت کو تقویت ملے گی، جس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا مقابلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ کرنا شامل ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 214

”بلاشبہ اللہ کی مدد قریب ہے۔“

## صبر - 16

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے تیسرے سال مکہ کے غیر مسلم لیڈروں نے گزشتہ سال جنگ بدر میں ہونے والے نقصان کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ یہ جنگ احد کا باعث بنی۔ جب جنگ شروع ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم فوج پر تیزی سے قابو پالیا جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن کچھ تیر اندازوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹے سے پہاڑ جبل الرومہ پر ٹھہرنے کا حکم دیا جو احد پہاڑ کے سامنے ہے، جنگ کے نتائج سے قطع نظر، یہ سمجھتے تھے کہ جنگ ختم ہوگیا اور کمانڈ کا اطلاق نہیں ہوا۔ جب وہ جبل الرومہ پر اترے تو اس نے مسلم فوج کا پچھلا حصہ کھول دیا۔ پھر غیر مسلم فوج نے اکٹھے ہو کر دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اس سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی اور ان کے جسموں کو غیر مسلموں نے مسخ کر دیا۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 3، صفحہ 29-30 میں بحث کی گئی ہے۔

یہ واضح ہے کہ مسلمانوں کو اتنے نقصانات اٹھانے کی سب سے بڑی وجہ تیر اندازوں کی غلط فہمی تھی۔ انہوں نے غیر ارادی طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے اور آپ کے حکم کا اطلاق نہیں ہو گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک کوئی مسلمان سچے دل سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا، انہیں کامیابی ملے گی لیکن اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں گے تو یہ حمایت کی اطاعت کرے گا، انہیں کامیابی ملے گی۔ باب 4 النساء آیت 80

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ کی اطاعت کی۔“

:اور باب 3 علی عمران، آیت 31

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور " تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

:اور باب 24 النور، آیت 63

رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح مت بناؤ۔ اللہ تم میں سے ان " لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں سے چھپ کر بھاگ جاتے ہیں۔ لہذا ان لوگوں کو ہوشیار رہنا چاہیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اختلاف کرتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر "کوئی آفت آ جائے یا دردناک عذاب نہ آ جائے۔

اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا یہ معمول ہے کہ وہ بعض اوقات اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان کے دشمنوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے، حالانکہ آخری فتح ہمیشہ انبیاء کرام کے حق میں ہوتی ہے۔ ان پر سلامتی ہو۔ حالات کے اس بدلاؤ کی وجہ یہ ہے کہ سچے مومنوں کو منافقوں اور موقع پرستوں سے الگ کر دیا جائے جو ہمیشہ دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لیے کامیاب گروہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ جیتتے رہے تو منافقین اور موقع پرست مخلص مومنین سے نا قابل برداشت ہو جائیں گے۔ اگر انبیاء علیہم السلام ہمیشہ ہار گئے تو یہ ان کے مشن میں رکاوٹ بن جائے گا۔ باب 3 علی عمران، آیت 140

اگر کوئی زخم آپ کو چھوتا ہے تو - اس سے ملتا جلتا زخم پہلے ہی [مخالف] لوگوں کو چھو " چکا ہے۔ اور ان دنوں [مختلف حالات میں] ہم لوگوں کے درمیان باری باری کرتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کرے جو ایمان لائے ہیں اور آپ میں سے شہداء کو اپنی طرف لے لے۔

فتح اور شکست کے اس باری باری کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ مومنین کو صبر اور شکر دونوں کو اپنانے کا طریقہ سکھایا جائے۔ اگر وہ ہر وقت کہو دیتے ہیں، تو وہ صبر کر سکتے ہیں لیکن شکر گزار ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اگر وہ ہر وقت جیت جاتے ہیں، تو شاید وہ شکر گزاری کو اپنا لیں لیکن حقیقی صبر کو اپنانے کے لیے جدوجہد کریں گے۔ حالات کا ردوبدل انہیں صبر اور شکر دونوں کو اپنانے کی اجازت دیتا ہے، دو حصے جو دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

## شکر گزاری - 1

صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ مومن کے لیے ہر حالت مبارک ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے ہر صورت حال کا جواب دینے کی ضرورت ہے، خاص طور پر مشکلات میں صبر اور آسانی کے وقت شکرگزاری۔

زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو وہ حالات ہیں جن میں لوگ خود کو پاتے ہیں، خواہ وہ آسانی کے وقت ہوں یا مشکلات۔ کسی شخص کو کس صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا کنٹرول ان کے ہاتھ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور ان سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لیے جن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان پر زور دینا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہ مقدر ہیں اور اس لیے ناگزیر ہیں۔ دوسرا پہلو ہر صورت حال پر ایک شخص کا ردعمل ہے۔ یہ ہر شخص کے اختیار میں ہے اور یہ وہی ہے جس پر ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر، کسی مشکل صورتحال میں صبر یا بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ لہذا، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے رویے اور ردعمل پر توجہ مرکوز کرے، بجائے اس کے کہ کسی صورت حال میں ہونے پر زور دیا جائے، کیونکہ یہ ناگزیر ہے۔ اگر کوئی مسلمان دونوں جہانوں میں کامیابی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ہر حال کا اندازہ لگا لے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کام کرے۔ مثال کے طور پر، آسانی کے وقت ان کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں جو ان کے پاس ہیں جیسا کہ اسلام نے تجویز کیا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ہے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ "کروں گا۔"

اور مشکل کے وقت انہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے چاہے وہ انتخاب کے پیچھے کی حکمت کو نہ سمجھیں۔ باب 2  
:البقرہ، آیت 216

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز "پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

غور طلب ہے کہ اہم حدیث میں ہر حال میں کامیابی مومن کے لیے بتائی گئی ہے نہ کہ مسلمان کے لیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مومن مضبوط ایمان کا حامل ہوتا ہے جس کی جڑیں اسلامی علم میں پیوست ہوتی ہیں۔ اپنے مضبوط ایمان کے نتیجے میں، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت پر زیادہ سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں، جس میں مشکلات میں صبر اور آسانی کے وقت شکر گزاری شامل ہوتی ہے۔ جبکہ مسلمان وہ ہے جس نے اسلام قبول کیا ہو لیکن کمزور ایمان کی وجہ سے جو کہ اسلامی علم سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے ساتھ مختلف حالات کا جواب دینے میں ناکام ہو سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ مومن کے درجے تک پہنچ جائے اور اس لیے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کو برقرار رکھے۔

## شکر گزاری - 2

جامع ترمذی نمبر 1954 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے، کسی سے کم نہیں، لوگوں کا شکر ادا کرنا اسلام کا ایک اہم پہلو ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی شخص کو دوسروں کی مدد کے لیے استعمال کرتا ہے، جیسے کہ والدین۔ جیسا کہ اسباب اللہ تعالیٰ نے بنائے اور استعمال کیے، ان کا شکر ادا کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔ لہذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اچھے کردار کا مظاہرہ کریں اور دوسروں کی طرف سے ملنے والی کسی بھی امداد یا مدد کے لیے ہمیشہ قدردانی کا اظہار کریں، چاہے اس کا حجم کچھ بھی ہو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ وہ نعمت کا سرچشمہ ہے اور انہیں چاہئے کہ اس شخص کا شکر ادا کریں جس نے ان کی مدد کی، کیونکہ یہ وہ وسیلہ ہیں جس کو اس نے بنایا اور منتخب کیا ہے۔ اللہ عزوجل۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ زبانی طور پر لوگوں کا شکر ادا کرے اور عملاً ان کے احسان کا بدلہ ان کے وسائل کے مطابق ادا کرے، چاہے وہ ان کی طرف سے صرف دعا ہی کیوں نہ ہو۔ امام بخاری کی کتاب ادب المفرد نمبر 216 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی مدد کے ظاہری مظہر کا شکر ادا نہیں کرتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو براہ راست ظاہر کرے گا۔

جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ادا نہیں کر سکتا، اس لیے اسے نعمتوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ " کروں گا۔"

اگر کوئی مسلمان نعمتوں میں اضافہ چاہتا ہے تو اسے شکر گزاری کے دونوں پہلوؤں کو پورا کرنا چاہیے، یعنی اللہ تعالیٰ اور لوگوں کا۔

### شکر گزاری - 3

سنن ابن ماجہ نمبر 4142 کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ ان لوگوں کو دیکھیں جن کے پاس دنیا کی چیزیں زیادہ ہیں بجائے اس کے کہ ان کے پاس دنیا کی کم چیزیں ہوں کیونکہ یہ ان کے بننے سے روکے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ناشکرا

بدقسمتی سے، کچھ غلط طریقے سے دوسروں کی زندگیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، جو ان کی اپنی زندگی سے بہتر نظر آتی ہیں۔ مثال کے طور پر، عام لوگ اکثر مشہور شخصیات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی زندگی بہتر ہے۔ زیادہ تر معاملات میں، یہ تصور درست نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ بہتر صورت حال میں دکھائی دیتے ہیں انہیں مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے دوسرے لوگ ان کے ساتھ جگہوں پر تجارت نہیں کرنا چاہتے۔ ایک بیرونی شخص صرف ایک اتھلے نقطہ نظر سے چیزوں کا مشاہدہ کرے گا۔ لیکن اگر وہ پوری کہانی دیکھ سکتے ہیں تو انہیں احساس ہوگا کہ ہر ایک کو مسائل کا سامنا ہے اور کسی کے پاس بھی کامل زندگی نہیں ہے چاہے وہ اپنی ملکیت میں ہوں یا کتنے ہی مشہور ہوں۔ اکثر یہ غلط فہمی میڈیا کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن لوگ یہ یاد رکھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ میڈیا کا مقصد مشہور شخصیات کی زندگیوں کی ایک خاص تصویر بنانا ہے جس کے بارے میں پڑھ کر دلکش لگتا ہے۔ زیادہ تر معاملات میں، اگر وہ صرف شوگر کوٹنگ کے بغیر حقائق کی اطلاع دیتے ہیں، تو ان کے صارفین کی اکثریت ان سے منہ موڑ لے گی۔

مسلمانوں کو اس باطل عقیدہ سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کا ایک آلہ ہے جو اسے لوگوں کو اپنے پاس موجود چیزوں پر ناشکری کرنے کی ترغیب دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ صحیح ذہنیت جس کی اس حدیث میں نصیحت کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے روکے گی۔ جب بھی کوئی مسلمان ناشکری محسوس کرے تو اسے اپنی توجہ ان لاتعداد لوگوں کی طرف مبذول کرانی چاہیے جو شدید غربت میں زندگی گزار رہے ہیں اور ان سے کہیں زیادہ مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ انہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دے گا، جو اس نے انہیں عطا کیا ہے۔ یہ شکر عملی طور پر ان نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں۔ اس سے برکتوں میں اضافہ ہوگا۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ " کروں گا۔"

باڑ کے دوسری طرف گھاس زیادہ ہری نہیں ہے، یہ درحقیقت اپنی طرف سے کافی سبز ہے۔ باب  
2 216 البقرہ، آیت:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز  
"پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

لیکن اپنے مذہب کے حوالے سے ہمیشہ ان لوگوں کا مشاہدہ کرنا چاہیے جو ان سے زیادہ اسلام  
کے لیے وقف ہیں۔ یہ رویہ کسی کو سستی اختیار کرنے سے روکے گا جب وہ ان لوگوں کو  
دیکھیں جو ان سے کم اسلام کے لیے وقف ہیں۔ دوسروں کا مشاہدہ کرنا جو اسلام کے لیے کم  
وقف ہیں، یہاں تک کہ کسی کو اپنے گناہوں کا جواز اور حقیر قرار دینے کی ترغیب دے سکتی  
ہے، جو اپنا ایک خطرناک راستہ ہے۔ ان لوگوں کا مشاہدہ کرنا جو اسلام کے لیے زیادہ وقف  
ہیں، ان کی حوصلہ افزائی بھی کرے گا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پورا کرنے کے لیے اسلام کے  
لیے اپنی لگن میں زیادہ محنت کرے۔ اس کی جڑ اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا  
ہے۔

## شکر گزاری - 4

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس میں کورونا وائرس اور اس سے جڑی جسمانی پابندیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے، جیسے کہ بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا۔

مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ان گنت نعمتوں کا ادراک کریں، کیونکہ یہ احساس انہیں حقیقی شکر گزاری کی ترغیب دے گا، جو کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ان کے پاس موجود ہر نعمت کا صحیح استعمال کرنا ہے۔ مسلمان اکثر ان نعمتوں کو تسلیم کرنے میں ناکام رہتے ہیں، جیسے کہ جب چاہیں اپنا گھر چھوڑنے کی آزادی۔

اس کے علاوہ، یہ سچا شکر انتہائی اہم ہے کیونکہ قرآن کریم متنبہ کرتا ہے کہ جو لوگ منفی انداز میں بدل گئے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ادا کرنے میں ناکامی، ان نعمتوں کے ہٹانے سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ باب 13 الرعد، آیت 11

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اندر کی حالت نہ بدلیں۔“

مثال کے طور پر، یہ واضح ہے کہ جو بھی زیادہ تر مساجد کو فرض نمازوں کے دوران دیکھتا ہے کہ مقامی مسلمانوں کی اکثریت ان میں شرکت نہیں کرتی ہے۔ مساجد میں حاضری اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسجد عطا کیے جانے پر شکر ادا کرنے کا نچوڑ ہے۔ لیکن جتنے مسلمان یہ سچا شکر ادا کرنے میں ناکام رہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وائرس کی وبا کے ذریعے بند کر کے حالات کو بدل دیا۔

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں کا باقاعدگی سے جائزہ لیں جو ان کے پاس ہیں تاکہ وہ ان نعمتوں کو اس کی خوشنودی اور احکام کے مطابق استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا سچا شکر ادا کریں۔ اس سے چیزیں مثبت طریقے سے بدلیں گی اور ان کو عطا کی جانے والی نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ "کروں گا۔"

اس کے علاوہ، ان سماجی پابندیوں کو مسلمانوں کو ان نعمتوں کا استعمال کرنے کی بھی یاد دہانی کرنی چاہیے جو ان کے پاس ہیں، جو عام طور پر وقت کے ساتھ ساتھ گزر جاتی ہیں، جیسے کہ اچھی صحت اور وقت۔ جو شخص ان کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے استعمال کرتا ہے، جیسے کہ ان کی صحت، وہ یہ پائے گا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی حمایت اور اجر ملے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس نعمت سے محروم ہو جائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث المفرد نمبر 500 میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ لیکن جو لوگ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے میں ناکام رہے وہ ان کے پاس ہونے کے باوجود ثواب حاصل کرنے سے محروم ہو جائیں گے اور جب وہ آخر کار ان کو کھو دیں گے۔ یہ صریح نقصان ہے۔

## شکر گزاری - 5

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ مسلمان اکثر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اضافہ مشکل کے وقت مزید روحانی مشقیں کرتے ہیں، جیسے کہ نماز باجماعت کے لیے مساجد میں جانا یا۔ لیکن آسانی کے وقت وہ اکثر آرام کرتے ہیں اور سست ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ عام طور پر مشکل کے وقت آسانی کے وقت زیادہ چوکس رہنا اور اطاعت میں اضافہ کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات مشکل سے زیادہ آسانی کے اوقات میں گناہ زیادہ ہوتے ہیں، جیسے اپنے واجبات کو چھوڑ دینا۔ اگر کوئی تاریخ میں مختلف گمراہ لوگوں مثلاً فرعون اور قرون کا جائزہ لے تو معلوم ہوگا کہ ان کے گناہ صرف آسانی کے وقت ہی بڑھتے ہیں۔ جو شخص کسی مشکل کا سامنا کر رہا ہو جہاں وہ پھنس گیا ہو اور اس کے لیے صبر کے ساتھ راحت کا انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو اس کے گناہ کا امکان کم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی مشکل سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ آرام کے وقت کا تجربہ کرنے والا شخص لطف اندوز ہونے اور دنیاوی چیزوں میں زیادہ مشغول رہنے کے لیے بہتر پوزیشن میں ہو گا جو اکثر گناہوں کا باعث بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر، غربت کا سامنا کرنے والے شخص کے گناہ کا امکان کم ہوتا ہے کیونکہ بہت سے گناہوں کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ، ایک امیر شخص ان گناہوں کا ارتکاب کرنے کے لیے آسان پوزیشن میں ہوتا ہے، جیسے شراب یا منشیات کی خریداری۔ لہذا مسلمانوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ آسانی کے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو برقرار رکھیں یا اس میں اضافہ کریں تاکہ وہ گناہوں اور نافرمانیوں میں مبتلا نہ ہوں۔

اس کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے، اس کے احکام کو بجا لا کر اور آسانی کے وقت اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتا ہے، اسے مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہوگی جو ان پر کامیابی کے ساتھ قابو پانے میں ان کی مدد کرے گی۔ باب 47 محمد، آیت 7

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کا ساتھ دو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم "جمائے گا۔"

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام ہو۔

## اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: <https://shaykhpod.com/books/eBooks/AudioBooks> کے لیے بیک اپ سائٹ  
<https://archive.org/details/@shaykhpod>  
شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:  
<https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf>  
<https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf>

## دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: <https://shaykhpod.com/books/#audio>  
روزانہ بلاگز: <https://shaykhpod.com/blogs/>  
تصویروں: <https://shaykhpod.com/pics/>  
جنرل پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/general-podcasts/>  
PodWoman: <https://shaykhpod.com/podwoman/>  
PodKid: <https://shaykhpod.com/podkid/>  
اردو پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/>  
لائو پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/live/>

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:  
<https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t>

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:  
<http://shaykhpod.com/subscribe>



**Achieve Noble Character**